OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 4, Issue 1 (January-March 2021)

اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے معابد سے متعلق روایتی اسلامی موقف کی تفہیم

(Understanding the Traditional Islamic Position regarding non-Muslim Temples in an Islamic State)

Atta Ur Rehman

Doctoral Candidate Islamic Studies, Qurtuba University of Science & Technology, Peshawar

Dr. Mushtaq Ahmad

Dean Faculty of Social Sciences, Qurtuba University of Science & Technology, Peshawar

Dr. Muhammad Ahmad Qadri

Dean Faculty of Arts & Social Sciences, University of Karachi, Karachi

Abstract

This article is an attempt to understand the traditional Islamic position regarding non-Muslim temples in an Islamic state. Exploring the variations in the referred perspective it concludes that according to the traditional stance it is not permissible to build non-Muslim temples in the cities inhabited by Muslims and in the cities that have been forcibly taken over by Muslims. However cities which have been acquired by the Muslims through reconciliation by the condition that the land will remain in possession of non-Muslims and Muslims will be given *Jizyah*, they can build temples as the land belongs to them and the cities that have been acquired by the Muslims through reconciliation and by the condition that the land will be the property of the Muslims and the Muslims will be paid *Jizyah*, there they will be dealt with according to what was promised to them. In the present context, according to the proponents of the traditional position, Muslim-administered areas where non-Muslims

CC BY

live can build temples according to their population and needs with the permission of Muslim rulers. In view of the current situation in Pakistan, it has been said that non-Muslims can build temples according to their needs, but these temples should not be built with public funds.

Keywords: Islamic state, non-Muslim temples, traditional Islamic position, understanding

تمہید

اس حقیقت میں کوئی کلام نہیں کہ مسلم اہلِ علم کے یہاں عمومی طور پر روایتی فقہی موقف کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔جب بھی شرعی نوعیت کا کوئی مسئلہ سامنے آتا ہے تو توجہ فوراً اس طرف جاتی ہے کہ اس ضمن میں مسلم علمی روایت میں کیا موقف اپنایا گیا تھا؟ پھر کچھ لوگ اس روایتی موقف کو من و عن قبول کر لیتے ہیں، کچھ نئے حالات میں نئی تعبیرات سامنے لانے کی کوشش کرتے ہیں اور کچھ روایتی موقف کی اپنی سی تعبیر و تشریح کرنے لگتے ہیں۔اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے لیے اپنی نئی عبادت گاہوں کی تعمیر کے حوالے سے بھی یہی سوال سامنے آتا ہے کہ انھیں اس کی اجازت ہے یا نہیں؟ گذشتہ دنوں اسلام آباد میں مندر کی تعمیر کے حوالے سے یہ سوال زیادہ نمایاں ہو کر سامنے آیا۔ بہت سے لوگوں نے کتاب وسنت کے نصوص اور اسلامی فقہی تراث کی روشنی میں یہ موقف اپنایا کہ اسلامی ریاست میں اس طرح کے کسی معبد کی تعمیر جائز نہیں۔ ان لوگوں کا موقف تھا کہ اسلام کے نقطۂ نظر سے غیر مسلموں کی پہلے سے بنی ہوئی عبادت گاہیں تو برقرار رہیں گی، اور اسلامی ریاست ان کا تحفظ بھی کرے گی، لیکن کوئی نئی عبادت گاہ تعمیر نہیں کی جاسکتی۔ بعض لوگوں نے اس کے برعکس موقف اپنایا کہ غیر مسلم اپنی آبادی کے لحاظ سے جہاں ضرورت محسوس کریں اپنی عبادت گاہ بنا سکتے ہیں۔ مجوزین میں کچھ لوگ تو اسلام کے عمومی تصورِ آزادیِ عقیدہ و مذہب کو نئے عصری تناظر میں سامنے رکھتے ہوئے غیر مسلموں کے لیے نئے معابد کی تعمیر کو شرعاً درست قرار دے رہے تھے اور کچھ روایتی موقف کی روشنی میں جواز کے نقطۂ نظر کو ثابت کر رہے تھے۔روایتی موقف کی اہمیت اور اس بارے مختلف آرا کے تناظر میں اس مقالے میں یہ جاننے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے معابد کی تعمیر کے ضمن میں روایتی اسلامی موقف فی الواقع کیا ہے؟ اس تفہیم کے لیے روایتی تفسیری آرا، حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فرامین وطرزِ عمل کی تعبیرات اور فقہا کے مواقف کا مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

روایتی تفسیری آرا

معابد سے متعلق روایتی اسلامی رویے کی تفہیم کے حوالے سے قرآنی آیات کی تعبیرات کو دیکھا جائے تو سورۃ الحج کی درج ذیل آیت نمایاں نظر آتی ہے:

> وَلَولا دَفعُ اللَّهِ النّاسَ بَعضَهُم بِبَعضٍ لَهُدِّمَت صَوٰمِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوٰتٌ وَمَسٰجِدُ يُذكَرُ فيهَا اسمُ اللَّهِ كَثيرًا۔[1]

---

1 الحج 22: 40۔

اور اگر اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کے ذریعے لوگوں کی مدافعت نہ کرتا رہتا، تو خانقاہیں، گرجے، عبادت گاہیں اور مساجد، جن میں اللہ کو کثرت سے یاد کیا جاتا ہے، مسمار کر دی جاتیں۔

اس آیت کی تفسیر میں معروف کلاسیکی تفسیر "الجامع لاحکام القرآن" میں یہ موقف اختیار کیا گیا ہے کہ یہ کفار کے کنیسوں، گرجاؤں اور آگ جلانے کے مراکز گرانے کی ممانعت پر مشتمل ہے۔ تاہم اُنھیں اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ پہلے سے غیر موجود معابد کی تعمیر کریں، نہ ہی وہ موجودہ تعمیر یا اس کی بلندی اور وسعت میں اضافہ کرسکتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ ان کفریہ معابد میں داخل ہوں اور وہاں نماز پڑھیں۔ جب بھی کفار کوئی اضافہ کریں تو اس کو گرا دینا لازمی ہے؛ اسی طرح دارالحرب میں گرجے اور کنیسے بھی گرا دیے جائیں گے، تاہم عام بلاد اسلامیہ کے معابد کو منہدم کرنا درست نہیں۔ کیونکہ یہ گرجے ان کے گھروں اور اَموال کے قائم مقام ہیں، جن کی حفاظت کا ذمہ مسلمانوں نے لیا ہے۔ تاہم انھیں کسی مزید اضافے کی اجازت نہیں، کیونکہ اس طرح کفر کے اسباب و وسائل کے غلبے کا اظہار ہوتا ہے۔[2]

رسول اللہ ﷺ کے طرزِ عمل اور احادیثِ نبوی کی تعبیرات

غیر مسلموں کے معابد کے حوالے سے روایتی موقف کی تفہیم کے لیے رسول اللہ ﷺ کے طرزِ عمل اور آپ ﷺ کی مختلف احادیث پر نظر ڈالنا بھی ضروری ہے۔ آپ کے طرزِ عمل میں ایک طرف یہ چیز ملتی ہے کہ آپ ﷺ نے یہودیوں اور عیسائیوں سے مختلف معاہدات کیے، جن میں ان کو مذہبی و معاشرتی حقوق کی ضمانت دی گئی تھی، اور دوسری طرف بعض احادیث میں آتا ہے کہ ایک زمین میں دو قبلے نہیں ہوسکتے؛ مسلمانوں میں کوئی نیا قبلہ نہ بنایا جائے۔ میثاقِ مدینہ میں یہودیوں کو ضمانت دی گئی تھی کہ وان يهود بنى عوف امة مع المومنين لليهود دينهم وللمسلمين دينهم ۔[3] "یہود بنی عوف مومنین کے ساتھ ایک سیاسی وحدت ہوں گے، یہود کے لیے ان کا دین مسلمانوں کے لیے ان کا دین۔" اہلِ ایلہ کے لیے آپ ﷺ نے کشتیوں، قافلوں اور خشکی و تری کے تمام لوگوں کے لیے امان لکھ کر دی۔[4] اسی طرح اہلِ نجران سے آپ ﷺ نے معاہدہ کیا کہ اہلِ نجران اور ان کے حلیفوں کے لیے محمد ﷺ کی طرف سے امان ہے۔ ان کی جانوں، ان کے مذہب، ان کی زمینوں، ان کے اموال، ان کی عبادت گاہوں اور ان کے راہبوں کے حقوق میں کوئی تبدیلی نہ ہو گی اور نہ ہی ان کے راہبوں کو ان کے عہدوں سے ہٹایا جائے گا۔[5] احادیث میں ہے: لا تكون قبلتان في بلد واحد[6] "ایک علاقے میں دو قبلے نہیں ہوسکتے۔"؛ لا تُحدثُوا كنيسة في الإسلام ولاتُجدّدوا ما ذَهَب منها۔[7] "مسلمانوں میں کوئی نیا کنیسہ مت بناؤ، اور جو

---

2 محمد بن احمد القرطبی، الجامع لاحکام القرآن (موسسۃ الرسالۃ: 2006)، 12: 70، 71۔

[3] ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ (مصر: مصطفی البابی الحلبی، ب ت)، 1: 503۔

[4] ابوعبید قاسم بن سلام، کتاب الاموال (بیروت: دار لفکر، ب ت ت)، 294۔

[5] ابوبکر البیہقی، دلائل النبوۃ (بیروت: دار لکتب العلمیۃ، ب ت)، 5: 389۔

[6] الترمذی، جامع ترمذی: 633؛ سنن ابوداود، 3053، 3032.؛ نیل الاوطار 8: 64۔

7 ابن عساکر، تاریخ دمشق، 50، 53۔

بن گئے، ان کی تجدید مت کرو۔"؛لَا تَصْلُحُ قِبْلَتَانِ بِأَرْضٍ وَلَا جِزْيَةٌ عَلَى مُسْلِمٍ۔[8] "کسی سرزمین میں دو قبلے نہیں ہوسکتے، اور مسلمان پر کوئی جزیہ نہیں۔"

ان روایات کی روشنی میں کئی علمانے استدلال کیا ہے کہ کسی اسلامی ریاست میں پہلے سے موجود معابد تو موجود رہیں گے، لیکن نئے معابد کی تعمیر کرنا جائز نہیں اور نہ ہی پرانے معابد کی تجدید کی جاسکتی ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے طرز عمل سے استدلال

صحابہ رضی اللہ عنہم کے طرز عمل میں بھی غیر اسلامی معابد کے حوالے سے ہمیں مختلف چیزیں ملتی ہیں، جن میں ان کی غیر مسلموں کے معابد کے حوالے سے اسلامی لشکروں کو ہدایات اور فتح کے بعد مفتوح علاقوں کے ذمیوں سے ان کے مذہب و عقیدے اور معابد کے حوالے سے ان سے کیے جانے والے معاہدات وغیرہ شامل ہیں۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کا سپہ سالار بناکر بھیجا تو فرمایا کہ میں تمھیں دس باتوں کی تاکید کرتا ہوں: کسی عورت، بچے اور بوڑھے کو قتل نہ کرنا، پھل دار درخت نہ کاٹنا اور نہ ہی تخریب کاری کرنا، سوائے کھانے کے کوئی اونٹ یا بکری ذبح نہ کرنا، کھجور کے باغات کو اکھاڑنا نہ اُنھیں جلانا، خیانت کا ارتکاب نہ کرنا، بزدلی نہ دکھانا، تم ایسے لوگوں کے پاس سے گزرو گے جو معبدوں میں گوشہ نشین ہوگئے ہیں، ان سے اور ان کے کام سے تعرض نہ کرنا۔[9] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے طرز عمل میں سے ایک وہ معاہدہ ہے جس میں شام کے عیسائیوں نے عہد کیا :

> شَرَطْنَا لَكُمْ عَلَى أَنْفُسِنَا أَنْ لَا نُحْدِثَ فِي مَدِينَتِنَا وَلَا فِيمَا حَوْلَهَا دَيْرًا وَلَا كَنِيسَةً وَلَا قَلَّايَةً وَلَا صَوْمَعَةَ رَاهِبٍ وَلَا نُجَدِّدَ مَا خَرِبَ مِنْهَا وَلَا نُحْيِيَ مَا كَانَ مِنْهَا فِي خُطَطِ الْمُسْلِمِينَ۔[10]
>
> ہم اپنے اوپر لازم کرتے ہیں کہ اپنے شہروں اور ان کے گردونواح میں کوئی علیحدہ گرجا، کنیسا، بلند گرجا اور راہب کا معبد خانہ نہیں بنائیں گے اور اپنے خراب شدہ کنیساؤں کی تجدید نہیں کریں گے، نہ ہی ان کنیساؤں کی جو مسلمانوں کے علاقوں میں ہیں۔

اس سے بعض علمانے یہ استدلال کیا ہے کہ تمام مسلم خلفا اور حکمرانوں نے اس کی روشنی میں یہی طرز عمل اپنایا کہ کلیسا گرادیے گئے۔ لہذا مسلم حاکموں کو یہی سبق ملتا ہے کہ نہ صرف غیر مسلم معابد کو تعمیر نہ کیا جائے بلکہ ان کو گرادیا جائے۔ مثلاً ابن تیمیہ لکھتے ہیں:كَمَا جَدَّدَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي خِلَافَتِهِ وَبَالَغَ فِي اتِّبَاعِ سُنَّةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَيْثُ كَانَ مِنْ الْعِلْمِ وَالْعَدْلِ وَالْقِيَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ بِمَنْزِلَةٍ مَيَّزَهُ اللَّهُ تَعَالَى بِهَا عَلَى غَيْرِهِ مِنْ الْأَئِمَّةِ وَجَدَّدَهَا هَارُونُ الرَّشِيدُ وَجَعْفَرٌ الْمُتَوَكِّلُ وَغَيْرُهُمَا وَأَمَرُوا بِهَدْمِ الْكَنَائِسِ الَّتِي يَنْبَغِي هَدْمُهَا كَالْكَنَائِسِ الَّتِي بِالدِّيَارِ الْمِصْرِيَّةِ كُلِّهَا.[11] "خلیفہ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے خلافت میں ان کی تجدید کی، اور سیدنا عمر بن خطاب کے اقدامات کو

---

8 امام احمد بن حنبل، مسند الإمام احمد بن حنبل، المحقق۔ أحمد محمد شاکر (القاهرة: دار الحديث، 1995م)، 2: 460، رقم الحديث: 1948۔

9 ابو بکر البيهقي، السنن الكبرى، المحقق۔ محمد عبد القادر عطا (بيروت، دار الكتب العلمية، 2003م)، 9: 152، رقم الحديث: 18148۔

10 ابو بکر البيهقي، السنن الكبرى، 19: 66۔

11 ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ، 28: 655 ۔

جاری کرنے میں پوری دلجمعی سے کام لیا۔ کیونکہ آپ کا علم وعدل اور کتاب وسنت کے نفاذ میں ایسا مقام تھا، جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیگر خلفا سے امتیازی شان عطا کی تھی۔ پھر عباسی خلفا ہارون الرشید اور جعفر المتوکل وغیرہ نے ان شرائط کو جاری وساری کیا۔ اور ان سارے مصری علاقوں میں کنیسوں کو گرانے کا حکم دیا جہاں ان کو گرانا ضروری تھا۔"

ابن تیمیہ اس بات کو تو تسلیم کرتے ہیں کہ گرجاؤں کو منہدم کرنے کے بارے میں دو آرا ہیں، تاہم وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ جو زمین مسلمانوں نے بزورِ قوت حاصل کی ہو وہاں گرجاؤں کو گرانا چاہیے۔ اس کے لیے ان کا استدلال ہے کہ اس معاملے میں علمائے اسلام میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔ ان کا کہنا ہے: فَفِي وُجُوبِ هَدْمِهَا قَوْلَانِ :وَلَا نِزَاعَ فِي جَوَازِ هَدْمِ مَا كَانَ بِأَرْضِ الْعَنْوَةِ إِذَا فُتِحَتْ. وَلَوْ أَقَرَّتْ بِأَيْدِيهِمْ لِكَوْنِهِمْ أَهْلَ الْوَطَنِ كَمَا أَقَرَّهُمْ الْمُسْلِمُونَ عَلَى كَنَائِسَ بِالشَّامِ وَمِصْرَ ثُمَّ ظَهَرَتْ شَعَائِرُ الْمُسْلِمِينَ فِيمَا بَعْدُ بِتِلْكَ الْبِقَاعِ بِحَيْثُ بُنِيَتْ فِيهَا الْمَسَاجِدُ: فَلَا يَجْتَمِعُ شَعَائِرُ الْكُفْرِ مَعَ شَعَائِرِ الْإِسْلَامِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَجْتَمِعُ قِبْلَتَانِ بِأَرْضٍ» وَلِهَذَا شَرَطَ عَلَيْهِمْ عُمَرُ وَالْمُسْلِمُونَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ - أَنْ لَا يُظْهِرُوا شَعَائِرَ دِينِهِمْ. وَأَيْضًا فَلَا نِزَاعَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ أَنَّ أَرْضَ الْمُسْلِمِينَ لَا يَجُوزُ أَنْ تُحْبَسَ عَلَى الدِّيَارَاتِ وَالصَّوَامِعِ وَلَا يَصِحُّ الْوَقْفُ عَلَيْهَا بَلْ لَوْ وَقَفَهَا ذِمِّيٌّ وَتَحَاكَمَ إِلَيْنَا لَمْ نَحْكُمْ بِصِحَّةِ الْوَقْفِ .فَكَيْفَ بِحَبْسِ أَمْوَالِ الْمُسْلِمِينَ عَلَى مَعَابِدِ الْكُفَّارِ الَّتِي يُشْرَكُ فِيهَا بِالرَّحْمَنِ وَيُسَبُّ اللَّهُ وَرَسُولُهُ فِيهَا أَقْبَحَ سَبٍّ.[12]

صحابہ کے بعض آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شہر مسلمانوں نے آباد کیے ہوں وہاں غیر مسلموں کو اپنے معابد بنانے کی اجازت نہیں تاہم اگر ان سے اس حوالے سے کوئی معاہدہ ہو جائے تو اس کی پابندی کی جانی چاہیے، مثلاً حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

> أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْعَجَمِ أَلَهُمْ أَنْ يُحْدِثُوا بَيْعَةً أَوْ كَنِيسَةً فِي أَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ؟ فَقَالَ: أَمَّا مِصْرٌ مَصَّرَتْهُ الْعَرَبُ فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يُحْدِثُوا فِيهِ بِنَاءَ بَيْعَةٍ وَلا كَنِيسَةٍ وَلا يَضْرِبُوا فِيهِ بِنَاقُوسٍ وَلا يُظْهِرُوا فِيهِ خَمْرًا وَلَا يتخذوا يه خِنْزِيرًا. وَكُلُّ مِصْرٍ كَانَتِ الْعَجَمُ مَصَّرَتْهُ فَفَتَحَهُ اللَّهُ عَلَى الْعَرَبِ فَنَزَلُوا عَلَى حُكْمِهِمْ فَلِلْعَجَمِ مَا فِي عَهْدِهِمْ وَعَلَى الْعَرَبِ أَنْ يوفوا لَهُم بذلك.[13]
>
> ان سے پوچھا گیا کہ عجمی لوگ بلادِ اسلامیہ میں کوئی نیا گرجا یا کنیسہ بنا سکتے ہیں۔؟ تو آپ نے جواب دیا کہ جو شہر مسلمانوں نے آباد کیے ہوں، وہاں عجمیوں کو کسی معبد کی تعمیر کی اجازت نہیں ہے، اور ان میں ناقوس بجانا، شراب وخنزیر کو علانیہ رکھنا ناجائز ہے۔ ہر ایسا شہر جس کو عجمیوں نے آباد کیا تھا، اور عربوں (مسلمانوں) کو اللہ تعالیٰ نے اس پر فتح دے دی اور عربوں نے اُنھیں اپنے زیرِ نگین کر لیا تو عجمیوں کے حقوق اتنے ہی ہیں جن پر معاہدہ ہو جائے اور عربوں کو چاہیے کہ ان حقوق کو پورا کریں۔

12 ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ، 28: 655۔

13 قاضی ابو یوسف، کتاب الخراج (مصر: مکتبہ ازہریہ)، 162؛ مصنف ابن ابی شیبہ: 32982۔

فقہا کے مواقف

احناف کا موقف

اسلامی ریاست میں غیر مسلم معابد کی تعمیر کے حوالے سے فقہائے احناف کا موقف یہ ہے کہ شہر تین قسم کے ہیں: اول: وہ شہر جو مسلمانوں نے آباد کیے؛ جیسا کہ کوفہ، بصرہ وغیرہ۔ ان میں کسی بھی غیر مسلم کو اپنا معبد بنانے کی ہرگز اجازت نہیں ہوگی۔ دوم: وہ شہر جن کو مسلمانوں نے بزورِ بازو فتح کیا، ان میں بھی نئے معابد کی تعمیر کی اجازت نہیں دی جائے گی، تاہم پہلے سے موجود معابد کو برقرار رکھا جائے گا، لیکن ان میں توسیع کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ سوم: وہ علاقے جو مسلمانوں نے بذریعہ صلح حاصل کیے، اور غیر مسلموں کے ساتھ اس شرط پر صلح کی کہ زمین غیر مسلموں کی ہوگی، یا وہ علاقے جو مسلمانوں نے بذریعہ صلح حاصل کیے، اور غیر مسلموں کے ساتھ اس شرط پر صلح کی کہ زمین مسلمانوں کی ہوگی، لیکن غیر مسلموں کو نئی عبادت گاہ بنانے کی اجازت ہوگی۔ فتاوی عالمگیریہ میں اس اس سوال پر بھی بحث ہے کہ جن علاقوں میں معبد کی تعمیر کی اجازت ہے کیا ان علاقوں کے شہروں میں اجازت ہوگی یا گاؤں میں؟ اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ تمام فقہا متفق ہیں کہ شہر میں اجازت نہیں دی جائے گی، تاہم گاؤں میں اجازت دینے یا نہ دینے کے بارے میں مشائخ بلخ اور مشائخ بخاریٰ میں اختلاف ہے، مشائخ بلخ کے نزدیک گاؤں میں بھی تب اجازت دی جاسکتی ہے جب اہل ذمہ کی تعداد زیادہ ہو، اگر تعداد زیادہ نہیں تو گاؤں میں بھی اجازت نہیں دی جائے گی، جب کہ مشائخ بخاریٰ کے نزدیک گاؤں میں تعمیر کی اجازت دی جائے گی چاہے تعداد زیادہ ہو یا تھوڑی۔ واضح رہے کہ مذکورہ بالا اختلاف ارض عرب کے علاوہ میں ہے، جہاں تک ارض عرب کا تعلق ہے اس میں تمام فقہائے احناف متفق ہیں کہ چاہے شہر ہو یا گاؤں وہاں کسی قسم کے معبد کی اجازت نہیں دی جائے گی۔[14] حنفی فقیہ علامہ ابن عابدین شامی کے مطابق اسلامی ریاست میں غیر مسلم معبد کی تعمیر کے جواز کی بات اس قدر قابلِ گرفت ہے کہ جو مفتی اس قسم کا فتوی دے کہ اسلامی ریاست میں غیر مسلم معبد کی تعمیر جائز ہے، اس کا فتوی ہی نفسانی خواہشات کی اتباع ہے؛ لہذا اس فتوے کی طرف بالکل توجہ نہ دی جائے، اور نہ اس پر عمل کیا جائے۔[15]

فقہاے احناف کے روایتی موقف کے حوالے سے موجودہ دور میں دیکھا جائے تو عصر حاضر کے نامور روایت پسند حنفی عالم مفتی محمد تقی عثمانی کا کہنا ہے کہ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو حق حاصل ہے کہ جہاں ان کی آبادی کے لیے ضروری ہو وہ اپنی عبادت گاہ برقرار رکھیں اور پاکستان جیسے ملک میں جو صلح سے بنا ہے وہ ضرورت کے موقع پر نئی عبادت گاہ بھی بنا سکتے ہیں لیکن حکومت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے خرچ پر مندر تعمیر کرے خاص طور پر ایسی جگہ جہاں ہندو کی آبادی بہت کم ہو۔16

مالکیہ کا موقف

مالکی فقہا کا موقف ہے کہ جو علاقے مسلمانوں نے بزور فتح کیے ہوں، اور امام المسلمین نے غیر مسلموں کو نئی عبادت گاہوں کی تعمیر کی اجازت دی ہو تو غیر مسلموں کے لئے نئی عبادت گاہ کی تعمیر جائز ہوگی۔ اگر کوئی علاقہ بذریعہ صلح حاصل ہو اور اس

---

[14] لجنة علماء برياسة نظام الدين البلخي، الفتاوى الهندية (بیروت: دار الفکر: 1310ھ)؛ ابن الھمام، فتح القدیر (بیروت: دار الفکر، ب ت)، 6: 58۔

15 ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار (بیروت: دار الفکر، 1412ھ/1992م)، 4: 202۔

16 ٹویٹ 2 جولائی 2020ء۔

علاقوں میں مسلمان آباد نہ ہوئے ہوں تو ان میں غیر مسلموں کے لئے نئی عبادت گاہوں کی تعمیر جائز ہے۔ جو علاقہ مسلمانوں نے بزور حاصل کیا ہو، وہاں غیر مسلموں کے لیے اپنی عبادت گاہوں کے لیے زمین خرید نا جائز نہیں۔17

شوافع کا موقف

شوافع کے مطابق اگر مسلمانوں نے کوئی علاقہ آباد کیا ہو یا کوئی علاقہ لڑ کر حاصل کیا ہو تو اس میں غیر مسلموں کے لیے نئی عبادت گاہ تعمیر کرنا جائز نہیں، لیکن اگر مسلمانوں نے کوئی علاقہ صلح کے ذریعے سے حاصل کیا ہو، اور غیر مسلموں کے لئے نئی عبادت گاہوں کی تعمیر کی شرط لگائی ہو، تو جائز ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی شہروں میں غیر مسلموں کی عبادت گاہ اور گرجا تعمیر نہ کی جائے، نہ نمازوں کے لئے مصلی بنائے، اور نہ اس میں شراب لائی جائے اور نہ خنزیر۔ امام ماوردی کہتے ہیں کہ تیسری قسم میں مجموعی طور پر ان کے منکرات شامل ہیں، پس غیر مسلموں کو اپنے عبادت گاہوں گرجاوں کی تعمیر سے منع کر دیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام کے نصاری کے لیے ایک خط لکھا تھا، جس میں انھوں نے تذکرہ کیا تھا کہ وہ اپنے شہروں میں نہ گرجا بنا سکتے ہیں نہ کنیسہ اور نہ راہب کی عبادت گاہ۔ اس بات کی تعین کے بعد اسلامی شہروں کی تین اقسام ہیں: 1۔ جن کو مسلمان آباد کریں۔ 2۔ جن کو مسلمان بزور فتح کریں۔ 3۔ جن کو مسلمان صلح سے حاصل کریں۔ اب وہ علاقہ جس کو مسلمانوں نے آباد کیا ہو تو اس میں سب کا اتفاق ہے کہ معابدِ غیر مسلم کی تعمیر نہیں ہو سکتی۔ تاہم وہ شہر جو کہ مسلمانوں نے بزور فتح کیا، مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ انہیں معابد کی تعمیر کی اجازت دیں، اور وہ عبادت گاہیں جو کسی علاقے کے فتح کے وقت پہلے سے موجود ہو، اس کے حوالے سے دو اقوال ہیں: 1۔ ان عبادت گاہوں کو اسی حالت پہ بر قرار رکھنا ہے، اس لیے کہ یہ مال غنیمت سے خارج ہے، اور یہی صحیح قول ہے، اس بنا پر گرجے اور کنیسے مفتوحہ علاقوں میں بر قرار رکھے گئے ہیں۔ 2۔ وہ علاقے جو مسلمانوں کی ملکیت میں ہوں، تو یہ مسلمانوں کی ملکیت بن جاتی ہے اور اس میں پر ذمیوں کا کوئی حق نہیں۔ 3۔ وہ علاقہ جس کو مسلمانوں نے صلح سے فتح کیا ہو، اس کی دو قسمیں ہیں: 1۔ زمین کی ملکیت ہماری ہو، اور جزیہ کی ادائیگی پر ہمارے ساتھ رہیں، تو ان کے گرجوں اور عبادت خانوں کی دیکھ بال کی جائے گی۔ 2۔ ان سے اس بات پر صلح ہو کہ وہ جزیہ دیں گے، ایسی صورت میں ان کی عبادت گاہوں کو بر قرار رکھا جائے، اور پہلے سے تعمیر شدہ معابد کو درست کرنا چاہیں تو اس کی بھی اجازت ہے۔[18]

حنابلہ کا موقف

فقہائے حنابلہ کا موقف بھی ملتا جلتا ہے۔ مثلاً ابن قدامہ لکھتے ہیں: أمصار المسلمين على ثلاثة أقسام؛ **أحدها**، ما مصره المسلمون، كالبصرة والكوفة وبغداد وواسط، فلا يجوز فيه إحداث كنيسة ولا بيعة ولا مجتمع لصلاتهم، ولا يجوز صلحهم على ذلك، القسم الثاني، ما فتحه المسلمون عنوة، فلا يجوز إحداث شيء من ذلك فيه؛ لأنها صارت ملكا للمسلمين، **القسم الثالث** ما فتح صلحا، وهو نوعان؛ أحدهما، أن

---

17 ابو عبد الله المالكي، منح الجليل شرح مختصر خليل (بیروت: دار الفكر، 1409ھ /1989م)، 3: 221، 223؛ ابو الحسن الماوردي، الحاوي الكبير في فقه مذهب الإمام الشافعي وهو شرح مختصر المزني، المحقق۔ الشيخ علي محمد معوض، لشيخ عادل أحمد عبد الموجود (بیروت، دار الكتب العلمية، 1419ھ/ 1999م)، 14: 320، 322۔

[18] شافعی، الأم، 4: 206۔

يصالحهم على أن الأرض لهم، ولنا الخراج عنها، فلهم إحداث ما يحتاجون فيها؛ لأن الدار لهم والثاني، أن يصالحهم على أن الدار للمسلمين، ويؤدون الجزية إلينا، فالحكم في البيع والكنائس على ما يقع عليه الصلح معهم، من إحداث ذلك، وعمارته؛ لأنه إذا جاز أن يقع الصلح معهم على أن الكل لهم، جاز أن يصالحوا على أن يكون بعض البلد لهم، ويكون موضع الكنائس والبيع معينا والأولى أن يصالحهم على ما صالحهم عليه عمر - رضي الله عنه-[19] "مسلمانوں کی شہروں کی تین اقسام میں ہیں: 1۔ وہ جن کو کو مسلمانوں نے آباد کیا ہو، جیسے بصرہ، کوفہ، بغداد وغیرہ تو ان میں گرجوں اور کنیسوں کی تعمیر جائز نہیں، اور نہ اس پہ صلح جائز ہے۔ 2۔ جن کو مسلمانوں نے زبردستی حاصل کیا ہو، تو ان میں ان کے معابد کی تعمیر جائز نہیں اس لیے کہ یہ مسلمانوں کی ملکیت بن چکے ہیں۔ 3۔ وہ جن کو مسلمانوں نے صلح سے حاصل کیا ہو، ان کی پھر دو ذیلی قسمیں ہیں: 1۔ اس شرط پر صلح ہو کہ زمین غیر مسلموں کی ملکیت میں رہے گی اور مسلمانوں کو زمین کا خراج دیا جائے گا، تو ان کے اس میں جس چیز کی انھیں ضرورت ہو جائز ہے کہ زمین ان کی ملکیت میں ہے۔ 2۔ اس شرط پر صلح ہو کہ زمین مسلمانوں کی ملکیت ہو گی اور مسلمانوں کو جزیہ ادا کیا جائے گا، تو اس صورت میں عبادت گاہوں کی تعمیر کے حوالے سے جس چیز پر ان سے صلح کی جا چکی ہے، اس کا اعتبار کیا جائے گا اور اولی یہ ہے کہ ان سی ویسے صلح کی جائے جیسے حضرت عمر نے کی تھی۔"

خلاصہ بحث

غیر مسلموں کے معابد سے متعلق روایتی موقف یہ سامنے آتا ہے کہ جس شہر کو مسلمانوں نے آباد کیا وہاں غیر مسلموں کے معابد کی تعمیر جائز نہیں؛ جن شہروں کو مسلمانوں نے بزور حاصل کیا ہو، ان میں بھی غیر مسلموں کو معابد تعمیر کرنے کی اجازت نہیں؛ وہ شہر جن کو مسلمانوں نے صلح سے حاصل کیا ہو اور اس شرط پر صلح ہوئی ہو کہ زمین غیر مسلموں کی ملکیت میں رہے گی اور مسلمانوں کو زمین کا خراج دیا جائے گا، ایسی جگھوں پر وہ معابد بنا سکتے ہیں کہ زمین ان کی ملکیت میں ہے؛ وہ شہر جن کو مسلمانوں نے صلح سے حاصل کیا ہو اور اس شرط پر صلح ہوئی ہو کہ زمین مسلمانوں کی ملکیت ہو گی اور مسلمانوں کو جزیہ ادا کیا جائے گا، تو یہاں جس چیز پر ان سے صلح ہوئی ہو، اس کو ملحوظ رکھا جائے گا۔ موجودہ دور کے تناظر میں دیکھا جائے تو روایتی موقف کے حامیوں کے مطابق مسلمانوں کے زیرِ انتظام وہ علاقے جہاں غیر مسلم رہتے ہیں، وہ اپنی آبادی اور ضرورت کے مطابق مسلم حکمرانوں کی اجازت سے معابد بنا سکتے ہیں۔ پاکستان کے موجودہ حالات کے تناظر روایتی موقف میں کہا گیا ہے کہ غیر مسلم اپنی ضرورت کے مطابق معابد بنا سکتے ہیں، لیکن سرکاری خزانے سے ایسا نہیں ہونا چاہیے۔

---

19 ابن قدامہ المقدسي، المغني لابن قدامہ (القاھرۃ: 1388ھ / 1968م)، 9: 354، 356۔